

مشق ہاف فرائی

شہزاد خان

[pkdailyinfo.com] پر کے ڈائجسٹ، رسالے اور کتابیں ہماری ویب سائٹ سے مفت حاصل کریں

تحریر ☆ شہزاد خان۔ صادق آباد

فوجی فریڈلائزر کمپنی لمیٹڈ

0300-6757337

مشن ہاف فرائی

یہ کہانی ہے ایک ایسے سر پھرے اور مغرور انٹرنیشنل مافیا کی ہے جسے خوش فہمی کا بخار چڑھا ہوا تھا اور اس کا دعویٰ تھا کہ وہ آج تک اپنے کسی بھی مشن میں ناکام نہیں ہوا۔!!

اس بار انہوں نے پیسوج کرائے ایک اہم مشن کے لئے ایک ایسے ایشیائی ملک کا انتخاب کیا جسے وہ حقیر کیڑے مکوڑے کی مانند سمجھتے تھے۔ اور اس ملک کی آرمی کو انڈر اسٹی میٹ کرتے ہوئے انتہائی مغرورانہ انداز میں اس ملک میں جا گھسے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ جس ملک کی آرمی کو وہ ایک حقیر چوہے سے زیادہ نہیں سمجھتے اسی آرمی کے چند آفیسرز ان کے لئے لوہے کا چنا ثابت ہو گئے۔ وہ شاید اس بات سے بھی ناواقف تھے کہ ان کے ناخداؤں کا بھی ایک خدا ہے جسے غرور تو اپنے نبیوں کا بھی پسند نہیں تھا۔!!

ایک کہاوٹ ہے کہ گیدڑ کی جب شامت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے۔ شاید اسی لئے انہوں نے بھی اپنے مشن کی تکمیل کے لئے اس ایشیائی ملک کا رخ کیا اور وہاں کی آرمی کے چند آفیسرز نے انہیں پانی میں بھیکے چوہوں کی طرح دبوچ لیا۔ جس مافیا کے ہیڈ کو اس کا سراغ انٹر پول پولیس اور وہاں کی ملٹری نہیں لگا پائی، اور نہ ہی اس کے کسی کارندے کو ابھی تک اپنی

جی ہاں ایک ایسا مشن جو مکمل ہونے سے پہلے ہی ٹھس ہو گیا۔ ان کوروں نے ایشیائی ملک کی آرمی کو بہت ہلکا لیا ہوا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ خدا چاہے تو ایک چیونٹی سے بھی ہاتھی کو مروا سکتا ہے۔ اور جب گیدڑ کی شامت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے۔

غیر متوقع انجام کو آشکار کرتی حیران کن کہانی

تحویل میں لے سکی..... تو ایسے ہی ایک ایشیائی ملک کے صرف چند فوجی جوانوں نے اس مافیا کے نہ صرف کارندوں کو بے ضرر کیچوؤں کی طرح زندہ سلامت پکڑ کر انہیں انٹر پول پولیس کے حوالے کیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس تنظیم کے خفیہ ہیڈ کوارٹر تک رسائی کی تمام معلومات تک انہیں مہیا کر دی گئیں.....!!

سچ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ایک چھوٹی سی چیونٹی سے بھی کسی ہاتھی کو مروا سکتا ہے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ جس مشن کو وہ ایک آسان شکار سمجھ کر اس ملک میں پہنچے تھے وہی مشن ان کے لئے موت کا پنجرہ ثابت ہو گا۔ ایک ایسا مضحکہ خیز مشن جو پایہء تکمیل تک پہنچنے سے پہلے ہی ٹھس ہو گیا۔ جی ہاں..... کبھی کبھار قدرت ایسے نرالے کھیل دکھاتی ہے کہ اس کے انجام پر بے اختیار ہنسنے کو جی چاہتا ہے۔ ایسا ہی کچھ اس مافیا کے ساتھ بھی ہوا۔ وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ جس مشن کو وہ چٹکیوں میں حل کرنے کی خواہش لے کر اس ملک میں آن ٹپکے تھے وہی مشن ان سمیت ان کی تمام تنظیم کے لئے تباہی کا باعث بن جائے گا.....!!

المیہ تو یہ ہے کہ دنیا میں آدھے مسلمان آسمانی خدا کی بجائے زمینی خداؤں پر زیادہ توکل کرنے لگے ہیں..... جس کی وجہ سے انہیں زندگی کے ہر شعبے میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ لیکن اگر سب ایک ہی ڈگر پر چلنے لگیں تو یہ دنیا کیسے چل سکتی ہے.....؟ اس لئے بہت سے ایسے لوگ ابھی اس دنیا میں موجود ہیں جو ہر حال میں صرف اور صرف ایک اللہ پر ہی یقین رکھتے ہیں..... شاید ان کے اسی اعتقاد کی وجہ سے ہی اب تک یہ دنیا آباد ہے۔ زیر نظر کہانی بھی آپ کو مسکرا نے پر مجبور کر دے گی۔ اور آپ کو اپنی آرمی پر فخر محسوس ہو گا۔ اب چلتے ہیں کہانی کی منظر نگاری کی جانب۔۔۔!!

☆.....☆.....☆

زرد رنگ کے چمک دار اور اونچے نیچے پہاڑی سلسلہ کے بچوں بچ

بنے ہوئے بیچ دار اور خمدار راستوں پر وہ فور و ہیلر فوجی چیپ بڑی سبک رفتاری سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ حیرت ناک بات تھی کہ چیپ جس تیزی سے آگے بڑھی جا رہی تھی اسے دیکھ کر بخوبی اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے چلانے والا ڈرائیونگ میں بڑی مہارت رکھتا ہے۔ اتنے خطرناک اور پر بیچ پہاڑی راستوں پر شاذ و نادر ہی بھی اس طرح کسی چیپ یا کار کو کسی نے دوڑتے دیکھا ہو گا.....!!

"باس..... مجھے لگتا ہے کہ ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی میٹنگ شروع ہو جائے گی کیونکہ جس رفتار سے ہم آگے بڑھ رہے ہیں اس کے مطابق ہمیں ابھی مزید چالیس منٹ اور لگ جائیں گے....." چیپ کی کچھلی سیٹ پر براجمان ایک چھدری جسامت کے فوجی جوان نے اپنے آگے بیٹھے ایک کرنل کی جانب قدرے جھکتے ہوئے کہا۔

"بالکل..... تم نے ٹھیک اندازہ لگایا ہے لیکن ان خطرناک راستوں پر ہم اس سے زیادہ رفتار سے نہیں جاسکتے اگر دیکھا جائے تو یہ بھی کیپٹن سعود کی ہمت ہے کہ وہ اتنی تیزی سے ان راستوں پر چیپ کو لیجانے میں کامیاب ہو پا رہا ہے..... ورنہ عام انسان تو ایسے راستوں پر چیپ تو کیا ایک موٹر سائیکل تک چلانے کی ہمت نہیں کر سکتا جس کے دونوں اطراف اندھی اور گہری کھائیاں موجود ہوں....." کرنل نے پیچھے مڑے بغیر اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا.....!!

یہ کرنل باقر تھا..... اس وقت فوجی چیپ میں کرنل اور کیپٹن کے علاوہ اس کی کچھلی سیٹ پر دو اور فوجی جوان بھی موجود تھے۔ یہ ایک ایسا جہزی کال پران پہاڑوں کے اندر بنے ہوئے اپنے ایک خفیہ اڈے میں ایک اہم میٹنگ میں شرکت کے لئے آگے بڑھتے جا رہے تھے.....!!

فوجی جوان کا اندازہ تقریباً درست ہی ثابت ہوا اور وہ لوگ ٹھیک بیالیس منٹ کے اندر اندر اس خفیہ پہاڑی کے سامنے پہنچ چکے تھے جس کے نیچے ان کا ہیڈ کوارٹر موجود تھا۔ چیپ کو شاید اندر سے سی سی ٹی وی کیمروں کی

مدد سے دیکھا جا چکا تھا..... اس لئے ان کے اس پہاڑی کے نزدیک پہنچتے ہی اس کے سامنے والا حصہ اچانک ایک ڈھکن کی طرح اوپر کی جانب اٹھتا چلا گیا اور اندر ایک چھوٹی سی سڑک چائی دکھائی دی۔ سڑک ڈھلوان کی صورت تھی اور اندر دور تک جاتی نظر آرہی تھی۔ کیپٹن نے جیب کو پہلے گیسٹر میں ڈال کر بریک سے پاؤں اٹھائے تھے جس کے نتیجے میں جیب نیچے کی جانب تیزی سے اترتی چلی گئی!!

تقریباً پانچ منٹ کے بعد جیب ایک پلے سے ہال کے نزدیک پہنچ کر خود بخود رک گئی کیونکہ آگے ایک پختہ دیوار تھی اور اس کے سامنے کے حصے پر موٹے موٹے فوم کے گدے لگے ہوئے تھے اور ان سے ٹکرا کر ہی جیب رک گئی تھی۔ اس کے رکتے ہی اس میں سوار وہ سب نیچے اترے اور تیز تیز قدموں سے چلتے اندر ہال میں گھس گئے!!

☆.....☆.....☆

ہال میں ایک بڑی سی بیضوی میز کے گرد رکھی ریوالونگ کرسیوں پر دس افراد سر جھکائے یوں بیٹھے تھے جیسے وہ اپنے سامنے رکھے کسی کاغذ کو پڑھنے میں مصروف ہوں.....؟

وہ اتنے غور سے اپنی نظریں جھکائے نیچے کی جانب دیکھنے میں مصروف تھے کہ انہیں ہال میں داخل ہونے والے ان چاروں افراد کا بالکل بھی احساس نہ ہوا.....!!

"گڈ آفر نوں..... دوستو..... میرے خیال میں ہم ٹھیک وقت پر پہنچ چکے ہیں....." کرنل سعود نے ان کے قریب پہنچتے ہی سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی بات کا کسی نے بھی جواب نہیں دیا بلکہ ان میں سے ایک فوجی جوان نے انہیں بھی ان کرسیوں کی جانب بیٹھنے کا اشارہ کیا جو خالی تھیں اور ان کی تعداد بھی چار ہی تھی..... گویا یوں لگتا تھا جیسے اب میٹنگ میں شرکت کرنے والا کوئی اور نہیں آئے گا۔ اس کا اشارہ ہاتھ ہی وہ سب ان کرسیوں پر بیٹھ گئے اور پھر وہ بھی اپنے سامنے میز کی سطح پر لگے

شفاف شیشے کے اندر جھانکنے لگے۔ ان کے نیچے نظریں جھکائے رکھنے کی وجہ اب سمجھ میں آگئی تھی کہ اس میز پر لگے شیشے کے نیچے ہر کرسی پر بیٹھنے والے کے لئے ایک ایک ایل ای ڈی ٹیبل لیمپ تھی اور اس پر اس وقت ایک نقاب پوش کچھ کہنے میں مصروف تھا۔ اس بار میٹنگ کے فارمیٹ میں کچھ رد و بدل کیا گیا تھا اس لئے انہیں بھی کرسیوں پر بیٹھ کر ہی پتہ چلا تھا کہ اس بار ان کا پاس روبرو میٹنگ میں آنے کی بجائے زوم میٹنگ کرنے کا آرڈر جاری کر چکا تھا.....!!

نقاب پوش پاس کے مطابق انہیں اس بار ایک ایسی خطرناک انٹرنیشنل مافیا کو قابو کرنے کا ٹاسک سونپا گیا تھا جو بین الاقوامی سازشوں میں ملوث تھی اور اس کے کہنے کے مطابق اس مافیا کے ذمہ مختلف ملکوں کے سربراہان کو قتل کرنے کا مذموم کام سونپا جاتا تھا اور اس کام کے عوض انہیں تو قلع سے کہیں زیادہ معاوضہ دیا جاتا تھا..... اور یہ بھی انہیں اپنے غیر ملکی ذرائع سے معلوم ہوا تھا کہ اس مافیا کے پاس موجودہ دور کے جدید ہتھیاروں کے علاوہ انہیں جدید ٹیکنالوجی پر بھی مکمل عبور حاصل ہے۔ جس کا استعمال کر کے وہ اپنا ہدف بہت جلدی اور پوری کامیابی سے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ پاس کا کہنا تھا کہ اس بار اس مافیا کو جو اہم مشن سونپا گیا ہے وہ ہمارے ملک کے پرائم منسٹر کو قتل کرنے کا ہے.....!!

اس ساری معلومات کو حاصل کرنے کے لئے ہمارے مخبروں کو بہت سارے پیسے خرچ کر کے اسی مافیا کے ایک انتہائی ادنیٰ کارندے سے رابطہ کرنا پڑا۔ ادنیٰ ہونے کی وجہ سے ایسے افراد پر کسی کو شک بھی نہیں ہوتا ہے اور ایسے لوگ با آسانی اپنا ضمیر نیچے پر تیار ہو جاتے ہیں.....!!

پرائم منسٹر صاحب کو ہم نے اس بات کی بھنک بھی نہیں لگنے دی کیونکہ اگر ہم انہیں یہ بتا دیتے کہ ان کی جان کو خطرہ ہے تو وہ سب کام کاج چھوڑ کر خود کو ایک کمرے میں مقفل کر کے بیٹھ جاتے اور اس طرح ملک کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ ہمارے ملک کی معیشت تو پہلے سے ہی

دگرگوں ہے اگر ملک میں کسی کو یہ معلوم ہو جاتا کہ ان کے ملک کا پرائم منسٹر ایک کمرے میں بند ہو کر بیٹھ گیا ہے تو مخالف ملکوں میں یہ جگہ ہنسائی کا باعث بنتا مزید ملک دشمن قوتوں کو بھی اپنی خباثت دکھانے کا موقعہ الگ مل جاتا۔ اس لئے کافی غور و خوض کرنے کے بعد مین ہیڈ کوارٹر میں ایک انتہائی اعلیٰ درجے کی ایمر جنسی میننگ کال کر کے اس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس ساری بات سے پرائم منسٹر کو باخبر رکھنے کی بجائے خاموشی سے ان کی سیکورٹی پر پیشل برانچ کے انتہائی چاک و چوبند جوانوں کو تعینات کیا جائے جو ہر وقت پرائم منسٹر صاحب پر نظر رکھیں گے.....!!

آج یہ میننگ بھی ہیڈ کوارٹر سے آرڈر موصول ہونے پر کال کی گئی ہے اور ہاں اس مشن کو "مشن تھرٹی ٹو" کا نام دیا گیا..... کیونکہ اس سے پہلے ہمارے کامیابیوں کی بیکارڈ لسٹ پر تھرٹی ون ایسے مشن ہیں جنہیں ہم نہایت کامیابی سے سرانجام دے چکے ہیں۔ اور آئندہ سے جب بھی بات ہوگی تو اسی کوڈ کے تحت ہوگی۔ اس میننگ میں آپ سب کو مختلف ٹاسک سونپے جائیں گے اور اس میں ایک فیصد بھی کوتاہی یا لاپرواہی کا امکان نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ کسی بھی قسم کی کوتاہی ہیڈ کوارٹر کی بدنامی کا باعث بن سکتی ہے۔ اور آپ سب اچھی طرح سمجھ رہے ہونگے کہ اس وقت جو اس ہال میں موجود ہیں وہ سب اپنی اپنی پروفائل کے مطابق بہت مجھے ہوئے اور تجربہ کار افراد ہیں۔ ہم نے آپ سب کا سابقہ ریکارڈ دیکھ کر ہی آپ لوگوں کو اس مشن کی تکمیل کے لئے منتخب کیا ہے۔ اور یہ کہ ہیڈ کوارٹر کی آپ سب سے بہت امیدیں وابستہ ہیں اس لئے مجھے بھی پوری امید ہے کہ آپ مجھ سمیت ہیڈ کوارٹر کو بھی قطعی مایوس نہیں کریں گے....."

نقاب پوش اس طرح تمام تفصیل بتا رہا تھا جیسے کوئی طالب علم واسیو کے امتحان میں کسی سکول ٹیچر کو اپنا رٹا ہوا مضمون سناتا ہے۔

"باس..... ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ اس مشن کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی جان کی بھی پروا نہیں کریں گے۔ آپ ہمیں ہمارے کام

کا چارٹ بیج دیجئے تاکہ ہم اپنی اپنی ذمہ داریاں فوراً سمجھال لیں۔ ہمیں خود بھی اب ایک ایک پل بھاری لگ رہا ہے۔ اس لئے ہماری پوری کوشش ہوگی کہ ہم جلد از جلد یہ مشن مکمل کر کے آپ سمیت ہیڈ کوارٹر کی نظروں میں بھی سرخرو ہو جائیں....."

سب نے یک زبان ہو کر کہا۔ ان سب کی بات سن کر نقاب پوش نے انہیں دیکھ کر اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں سے وکٹری کا نشان بنایا اور پھر کمپیوٹر پر ہی ایک سکین شدہ چارٹ شیئر کر دیا جسے ان سب نے اپنے اپنے موبائل میں کیمرے کی مدد سے محفوظ کر لیا۔ اس چارٹ میں اس مافیا کے ملک میں آنے کی تاریخ، جگہ، اور ذریعہ سب کچھ تفصیل سے بتایا گیا تھا اور ہر کسی کی ڈیوٹی کے متعلق بھی نام لے کر مینشن کیا گیا تھا۔ اس لئے کسی کو کسی سے کچھ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ پھر نقاب پوش نے انہیں الوداعیہ الفاظ کہے اور پھر اس کے لاگ آف ہوتے ہی وہ سب بھی وہاں سے اٹھ کر اس کمرے کی جانب بڑھنے لگے جہاں ان سب کے لئے لائٹ ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا، اور وہ سب اس ریفریشمنٹ کے خیال سے آنکھوں میں ایک چمک لئے مسکراتے ہوئے خوش گپیوں میں قدم بڑھاتے چلے گئے۔!!

☆.....☆.....☆

طیارے کے ایئر پورٹ پر لینڈ کرتے ہی چھ افراد اپنے اپنے سامان کو مختلف پراسس سے گزارتے ہوئے ایئر پورٹ کی عمارت سے باہر نکل آئے وہ سب ایک ہی تنظیم کے افراد تھے لیکن سارے رات انہوں نے یہ سفر ایک دوسرے سے انجان بن کر ہی طے کیا تھا.....!!

یہ سب اپنے اپنے کام میں مجھے ہوئے افراد تھے اس لئے ان کے کام کرنے کا انداز بھی نرالا ہی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے اس طرح محتاط ہونے کی وجہ سے ہی انہیں اپروچ کیا جاتا تھا۔ یہ اتنی رازداری سے اپنا کام کرتے تھے کہ ان کے کاموں کی بھنک ان کی بیویوں کے کانوں تک بھی نہیں پہنچ پاتی تھی۔ ورنہ جس طرح لوگ اپنا ہر چھوٹے سے چھوٹا کام اپنی بیویوں کو

بڑے فخر سے بتا کر خوش ہوتے ہیں تو پھر وہی راز افشاں ہونے پر روتے پھرتے ہیں۔ ایئر پورٹ کی عمارت سے باہر نکل کر وہ مختلف ذرائع استعمال کرتے ہوئے الگ الگ راستوں سے اپنی اپنی منزل کی جانب روانہ ہو گئے۔!!

اگر کوئی ان سب کا تعاقب کر رہا ہوتا یا کسی کو معمولی سا بھی شک ہو جاتا تو ان کا پیچھا کرنے پر اسے مایوسی ہی ہوتی۔ کیونکہ وہ سب اجنبیوں کی طرح الگ الگ سمتوں کی جانب چلے گئے تھے۔ وہ سب مختلف جگہوں پر پہنچ کر ایک دوسرے کی جانب سے ٹیکسٹ پیج ملنے کا انتظار کرنے لگے اور ان سب کی نظریں اپنے اپنے موبائل پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر جیسے ہی ایک دوسرے کو ٹیکسٹ پیج موصول ہونے لگے تو وہ چونکنا ہو کر اس پر لکھے پتہ کو پڑھنے لگے پھر اسی طرح وہ سب الگ الگ اسی پتہ پر پہنچ گئے جہاں انہیں پہنچنے کا کہا گیا تھا۔!!

کچھ ہی دیر میں وہ چھ افراد ایک کمرے میں بیٹھے چائے پی رہے تھے اور پھر ان کے کپ رکھتے ہی ایک لمبا تڑنگ شخص اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں ایک سر بمبر پیکٹ تھا جس میں کچھ کاغذات تھے۔!!

"یہاں آتے ہوئے کسی نے دیکھا تو نہیں؟"۔

اس نے ان کے قریب پہنچتے ہی پوچھا۔

"نوباس۔۔۔۔۔ کوئی کیسے دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔۔؟ ہم نے یہاں پہنچنے سے پہلے بہت احتیاط سے کام لیا ہے اس لئے آپ بے فکر رہیں ہمیں کسی نے بھی یہاں آتے ہوئے نہیں دیکھا۔۔۔۔۔" ایک گھٹے ہوئے جملے کے نوجوان نے کپ سائیڈ میز پر رکھتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا پر اعتماد لہجہ دیکھ کر اس شخص نے اطمینان سے سر ہلایا اور پھر اپنے ہاتھ میں پکڑا وہ پیکٹ کھول کر اس میں سے دو کاغذ نکالے ایک سفید رنگ کا کاغذ تھا جس پر کچھ ٹائپ کیا ہوا تھا اور دوسرا ایک چیک تھا اور اس پر سوئٹرز لینڈ کی کسی بینک کا نام لکھا ہوا تھا۔ اس پر لکھی اماؤنٹ دیکھ کر ان سب کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔

چیک پر اس قدر بڑی رقم درج تھی کہ وہ اس سے سمندر میں موجود کوئی چھوٹا موٹا جزیرہ خرید سکتے تھے۔!!

"یہ دیکھو۔۔۔۔۔ ہمیں اس بار جس شخص کے قتل کا مشن سونپا گیا ہے وہ کوئی عام آدمی نہیں ہے۔۔۔۔۔ بلکہ ایک ایشیائی ملک کا پرائم منسٹر ہے اور تم سب اچھی طرح جانتے ہو کہ ایسا شخص کسی بھی ملک سے تعلق رکھتا ہو اس کی سیکورٹی انتہائی سخت ہوتی ہے اور کسی بھی مشکوک آدمی کو تو اس کے قریب دیکھتے ہی گولی کا آرڈر ہوتا ہے۔ اس لئے اس بار کا مشن دوسرے ملکوں کی نسبت شاید آسان لگے لیکن پھر بھی محتاط رہنے کی ضرورت ہوگی۔ یہ مجھے ہر بار آپ سب سے اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ تا کہ آپ سب ذہنی طور پر تیار رہیں۔ گو کہ اس بار ہمارا مشن ایک پس ماندہ ایشیائی ملک میں ہے اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہ مشن ہم دو سے تین دنوں میں ضرور مکمل کر لیں گے کیونکہ اس ملک کی پولیس اور آرمی کے متعلق ہم نے معلومات لی ہیں جن کے مطابق ان کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں جتنے جدید وسائل اور ٹیکنالوجی کے آلات ہمارے پاس ہیں اس لئے مجھے لگتا ہے کہ اس بار کا مشن انتہائی آسان ثابت ہوگا اور ہم جلد ہی اسے مکمل کر کے واپس اپنے ملک لوٹ جائیں گے۔"۔۔۔۔۔ اس لمبے تڑنگے شخص نے یوں پوری تقریر کر ڈالی جیسے پتہ نہیں کب سے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے لوگوں کو ڈھونڈ رہا تھا کہ جن کے سامنے یہ سب کہہ سکے۔۔۔۔۔؟

بحر حال میں نے باس سے خصوصی درخواست کر کے آپ چھ کو اس لئے یہاں بلوایا ہے کیونکہ مجھے آپ لوگوں کی خصوصاً سفارش کی گئی تھی کہ اس مشن کے لئے آپ سے بہتر کوئی اور نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ میری نظر میں تنظیم میں اور بھی سب کے سب بہت منجھے ہوئے اور قابل ہیں لیکن آپ چھ کے لئے اتنا زور دیا گیا کہ مجبوراً مجھے ہاں کرنا ہی پڑی۔۔۔۔۔ اور اس کے نیچے میں اب آپ یہاں موجود ہیں۔۔۔۔۔" لیکن اب میرے سمیت تنظیم کی عزت تم چھ افراد کے ہاتھ میں ہے۔۔۔۔۔"

اس لیے شخص نے گویا دوبارہ یہ بتا کر ان پر احسان جتایا۔ اور ساتھ ہی ہاتھ میں تھامے کاغذ کو ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔ "اس کاغذ پر اس پرائم مسٹر کے روز و شب کی تمام تفصیل درج ہے اسے پڑھ کر آپ سب خود کوئی پلان بنا سکتے ہیں اس کے لئے میرے پاس آپ لوگوں کے لئے کوئی خاص پلان نہیں ہے۔ چونکہ آپ سب انتہائی قابل اور ذہین ہیں اس لئے میں نے اس کام کو سرانجام دینے کے لئے آپ سب کو آزادانہ ماحول مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مجھے تو بس اس مشن کی کامیابی چاہیے چاہے جیسے بھی ممکن ہو۔" یہ کہتے ہوئے اس نے ہاتھ میں پکڑا سفید کاغذ اپنے سامنے بیٹھے ایک شخص کی طرف بڑھا دیا جسے اس نے فوری پکڑ کر پڑھنا شروع کر دیا۔ وہ اسے بلند آواز میں پڑھ رہا تھا تا کہ اس کے دیگر ساتھی بھی سن سکیں۔ چند منٹوں میں اس نے تمام تحریر پڑھ کر سنا دی۔ سب غور سے اس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ سن رہے تھے اور پھر اس کے خاموش ہوتے ہی سب کے سینے یوں پھول کر پچک گئے جیسے یکدم ہوا سے بھرے غبارے کو دھاگہ کھول کر اس میں موجود ہوا کو باہر نکال دیا جاتا ہے۔!!

"اوکے۔ بوس ہم نے تمام تفصیلات اچھی طرح سمجھ لی ہیں آپ بے فکر ہو جائیں ہم آپ کو ہمیشہ کی طرح اس بار بھی مایوس نہیں کریں گے ویسے بھی وہ ایشیائی ملک ہماری نظر میں کسی حقیر کیڑے مکوڑے کی طرح ہی ہے۔" یک زبان سب نے کہا مسخرانہ انداز میں کہا اور بوس کے سر ہلاتے ہی وہ سب اٹھ کر باری باری وہاں سے باہر نکلتے چلے گئے۔!!

☆.....☆.....☆

چاروں طرف ہو کا عالم طاری تھا سناٹا اس قدر تھا کہ اتنی خاموشی بھی کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی۔ کہیں آس پاس ہی کچھ جھینگڑوں نے بھی اپنی ٹریڈر ایٹ پیدا کر کے اپنی موجودگی کا احساس دلانے کی کوشش جاری رکھی تھی۔ کبھی کبھار کوئی اکاڈیکا گاڑی تیزی سے فرار لے بھرتی دور تک خالی دکھائی دیتی سڑک پر نظر آ جاتی تھی اور اس کی رفتار سے یوں لگتا تھا جیسے اس میں

موجود افراد بہت عجلت میں ہوں اور اس علاقہ سے جلد از جلد دور نکل جانا چاہتے ہوں.....؟

یہ ریڈزون ایریا کا سٹارٹنگ پوائنٹ تھا اس سے آگے سیکورٹی کے سخت انتظامات کئے گئے تھے کیونکہ اس سے ایک کلومیٹر کے بعد پرائم مسٹر ہاؤس تھا۔ لیڈر کے سیاہ لباسوں میں ملبوس چھ افراد جنہوں نے اپنی پیٹھ پر سیاہ چرمی بیگ لٹکائے ہوئے تھے جو ایسے پھولے ہوئے تھے کہ جیسے ان میں کسی نے بڑی بے ترتیبی سے سامان ٹھونس رکھا ہو۔؟

یہ چھ سیاہ لباسوں میں ملبوس نقاب پوش انٹرنیشنل مافیا کے کارندے تھے جو پرائم مسٹر کے قتل کے لئے اس ملک میں پہنچے تھے۔ اپنے حلیے کے اعتبار سے تو وہ عام سے انسان ہی دکھائی دے رہے تھے لیکن درحقیقت یہ سب اپنی تنظیم کے انتہائی شاطر اور تیز ترین دماغ تھے۔ ان کے ہسٹری چارٹس پر اس طرح کے بہت سے قتل شامل تھے جو سب اہم شخصیات سے منسوب تھے۔ ان کے کام کرنے کا انداز انوکھا تھا وہ بہت سوچ سمجھ کر اور بڑے سلیقے سے اپنا کام سرانجام دیتے تھے یہی وجہ تھی کہ ان کی ناکامی کی ریشو ابھی تک ایک فیصد سے بھی زیادہ آگے نہیں بڑھی تھی.....!!

ریڈزون ایریا سے چند فرلانگ رک کر انہوں نے بیگ سے ایک روبوٹ کار نکال کر زمین پر رکھی اور اسے ریموٹ کنٹرول سے اچھی طرح چیک کرنے کے بعد اس طرف دوڑا دیا جس طرح پرائم مسٹر ہاؤس کی عمارت تھی۔ روبوٹ کار کا سائز تقریباً ایک فٹ کے لگ بھگ تھا اور اس کا سیاہ رنگ ہونے کی وجہ سے وہ بڑے غور سے دیکھنے پر ہی دکھائی دیتی تھی ویسے بھی چاروں طرف سناٹا پھیلا ہونے کے ساتھ ساتھ گہرا اندھیرا بھی چھایا ہوا تھا۔ آس پاس کے علاقہ کو مانیٹر کرنے کے لئے دور کہیں کسی خفیہ جگہ پر سی سی ٹی کیمروں کا استعمال کیا جا رہا تھا۔ اس روبوٹ کار پر انہوں نے ایک ایسا کیمیکل لگا دیا تھا جو سی سی ٹی کیمروں کی آنکھ سے اسے اوجھل رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا تھا۔ یہ کیمیکل بھی اس مافیا نے بھاری قیمت ادا کر کے اٹلی

کی ایک کمرنٹ لیبارٹری سے تیار کروایا تھا جس کی وجہ سے وہ بھاری قیمت ادا کر کے بھی نقصان میں نہیں رہتے تھے اور اکثر تو ایسے موقعے بھی آئے کہ انہیں اسی روبوٹ کار کی مدد کی وجہ سے ہی مشن میں کامیابی ملی۔ اسی وجہ سے وہ ہر ایسے مشن پر اس روبوٹ کار کو اپنے ساتھ رکھنا نہیں بھولتے تھے۔ موسمِ ابر آلود ہو رہا تھا اور آسمان پر بکھرے بادلوں کی وجہ سے چاند اور ستارے بھی کہیں چھپے نیچے جھانکنے کی یا کام کو شش کر رہے تھے۔ روبوٹ کار میں کوئی لائٹ تک بلیک نہیں کر رہی تھی اسی لئے وہ ریموٹ کنٹرولر کے اشاروں پر تیزی سے اچھلتی ہوئی اپنی منزل کی جانب بھاگتی جا رہی تھی۔ اس کی سپیڈ دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی وہ جس تیز رفتاری سے آگے دوڑتی چلی جا رہی تھی اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ چند منٹوں میں ہی اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائے گی۔!!

ریموٹ کنٹرول ہاتھ میں لئے ایک نقاب پوش جس مہارت سے اسے کنٹرول کر رہا تھا اسے دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی یوں لگتا تھا جیسے اسے ریموٹ کنٹرول سے کھیلتے ہوئے مد میں بیت گئی ہوں۔؟۔۔۔۔۔ اس شخص کو انہوں نے جراسک پارک کے ڈمی ڈائنوسارز کو کنٹرول کرنے والی ٹیم سے بھاری معاوضہ کے عوض اپنی تنظیم میں شامل کیا تھا اور پھر اس کی سخت ترین کمانڈ ورننگ کے بعد اسے اپنے ایسے اہم مشنوں پر ساتھ لے جاتے تھے جو ایسے موقع پر روبوٹ کار کو اپنی مہارت سے اپنے اہل ٹارگٹ تک پہنچانے میں کامیاب ہو جاتا تھا۔!!

کار کے ریموٹ کنٹرولر پر لگی ایک چھوٹی سی ایل ای ڈی پر کار بھاگتی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی شاید اس کے اندر نصب کوئی جدید سسٹم کی وجہ سے ایل ای ڈی پر اتنا اندھیرا ہونے کے باوجود وہ دن میں نظر آنے والی ہر چیز کی طرح شفاف دکھائی دے رہی تھی۔ ایک جگہ رک کر کار چاروں طرف گھومنے لگی جس سے اسے کنٹرول کرنے والے کو اس جگہ کے چاروں طرف کا منظر دکھائی دینے لگا تھا وہاں سیکورٹی کا سخت پہرہ تھا۔ کہیں

کہیں روشنی دکھائی دے رہی تھی ورنہ چاروں طرف ہو کا عالم طاری تھا۔ یہ دیکھ کر کار ایک بار پھر ایک جانب دوڑنے لگی شاید اس میں سائونڈ پروف سسٹم بھی تھا جس کی وجہ سے اس کے دوڑنے کی آواز بھی کسی کو سنائی نہیں دے رہی تھی۔!!



سیکورٹی پر مامور جوان بڑے چوکنے انداز میں پہرہ دیے رہے تھے۔ ان کی نظریں کسی سرچ لائٹ کی طرح چاروں طرف گھوم رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر ایک نقاب پوش نے اپنے کندھے سے لٹکتے بیگ کو زمین پر رکھا اور اس میں سے ایک سیاہ رنگ کا کرگٹ ہال جیسی جسامت کا گولا نکال کر اپنے دوسرے ساتھی کو پکڑا دیا جس میں سے نکلے ہوئے ایک دھاگے کو لائٹ کی مدد سے شعلہ دینے پر وہ دھاگہ تیزی سے جلتا ہوا گولے میں موجود سوراخ کی جانب بڑھتا چلا گیا اور جیسے ہی دھاگہ ختم ہونے پر آیا تو اس نے جلدی سے ہاتھ میں پکڑے اس گولے کو اوپر فضا میں اچھال دیا۔ گولا کسی بندوق سے نکلی گولی کی مانند اس کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں گم ہو گیا اور جلد ہی اوپر جا کر یکدم روشن ہو گیا۔ اس میں سے نکلنے والی روشنی اس قدر تیز تھی کہ اس پر نظریں نہیں ٹک رہ تھیں۔ ان جوانوں نے جب اپنے اوپر تیز روشنی کا ہالا دیکھا تو یکدم ان کی نظریں اوپر کی جانب اٹھیں اور اسی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ چاروں جلدی سے بھاگتے ہوئے پرائمرسٹر کی عمارت کے سامنے والے گیٹ کی بجائے اس کی دائیں سائیڈ والی دیوار کی جانب بڑھے جس پر سیکورٹی کے پیش نظر الیکٹریک وائرز کا جال بچھا ہوا تھا لیکن وہ ایسے سسٹم کو بیکار کرنے میں مہارت رکھتے تھے اور پھر انہوں نے ایک آلے کی مدد سے اس سسٹم کے سامنے موجود شیشے کے باکس کے سامنے لگے شیشے کو ہتھوڑی کی مدد سے توڑا اور اس میں موجود ایک نیلے رنگ کی تار کو جلدی سے ہاتھ میں پکڑے ایک آلے کی مدد سے کاٹ ڈالا اس سے تمام گھر کے گرد بچھا ہوا سیکورٹی سسٹم یک لخت جام ہو گیا تھا۔ پتہ نہیں وہ کس قسم کا آلہ تھا کہ تار

کے کٹنے کے باوجود کوئی بھی خطرے کا الارم تک نہیں بجاتھا؟..... ورنہ تو اب تک اسی عمارت کے مین دروازے پر ہی وہ مردہ کیچڑوں کی طرح زمین پر پڑے ہوتے.....!!

سسٹم بیکار ہوتے ہی وہ سب تیزی سے دیوار پھلانگ کر عمارت میں گھس گئے۔ عمارت کے اندر کوئی پہرے دار دکھائی نہیں دے رہا تھا شاید وہ الیکٹریک سیکورٹی سسٹم کی وجہ سے بے فکر ہو گئے تھے اور اب وہی سیکورٹی سسٹم ان کی خوش فہمی کا مذاق اڑا رہا تھا.....!!

عمارت میں خاموشی طاری تھی یوں لگتا تھا جیسے تمام مکین گھوڑے بیچ کر سو رہے ہوں.....؟

وہ بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے کیونکہ انہیں کارپورچ میں ایک سی سی ٹی کیمرہ لگا دکھائی دے گیا تھا اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ عمارت کے اندر بھی کئی جگہوں پر کیمرے لگے ہوئے ہوں.....؟

وہ چونکہ تربیت یافتہ تھے اور جدید ٹیکنالوجی سے باخبر رہنے کی وجہ سے ایسی چیزوں کے متعلق بہت کچھ جانتے تھے اس لئے انہوں نے ایسی ٹیکنالوجی کو شکست دینے کا ہنر سیکھ رکھا تھا۔ پورچ میں لگے کیمرے کو وہ بیکار کر چکے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے ایک خاص قسم کے کیمیکل کو پچکاری کی مدد سے اس کے سامنے والے شیشے پر پھینک دیا تھا جس کی تاثیر کی وجہ سے شیشے پر ایک دودھیا تہہ جم گئی تھی اس لئے وہ بیکار ہو چکا تھا۔ عمارت کے اندر بھی دو مین جگہوں پر انہیں وہی ٹیکنالوجی استعمال کرنا پڑی اور وہاں لگے کیمرے بیکار کر دیئے گئے تھے۔ اگر کوئی انہیں آپریٹ بھی کر رہا ہو تو اسے یوں ہی دکھائی دے گا کہ جیسے شیشے پر گرد پڑ گئی ہو.....!!

بحر حال چھٹی دیر میں انہیں اصل حقیقت سمجھ آئی تھی وہ اپنا کام مکمل کر کے واپس لوٹ جانا چاہتے تھے۔ ان کے پاس پرائم منسٹر کے روم تک کی رسائی کی تمام معلومات موجود تھیں اور وہ ایک ڈیپو میں اسے دیکھ بھی چکے تھے اس لئے وہ بڑے آرام سے اسی جانب بڑھ رہے تھے جہاں اس وقت پرائم

منسٹر کو موجود ہونا چاہیے تھا۔ پورے دس منٹ کے بعد وہ اس کے کمرے کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ عمارت چونکہ بہت بڑی تھی اس لئے اس میں کمرے بھی بے شمار تھے۔ شاید گھر کے دیگر مکین انہی کمروں میں خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے ہوں.....؟

ایک بڑے سے دروازے کے سامنے پہنچ کر وہ رک گئے اور اس دروازے کے بائیں جانب لگی ایک ایلیمنیم کی کھڑکی کو آہستہ سے کھول کر دیکھنا چاہا لیکن وہ مقفل تھی۔ یہ دیکھ کر ایک نقاب پوش نے بیگ سے ایک شیشہ کٹر نکالا اور ساتھ ہی سلوشن ٹیپ نکال کر اسے کھڑکی کے شیشے پر چکانے لگا۔ پھر اس شیشہ کٹر کی مدد سے اسے بڑی صفائی اور مہارت سے شیشہ پر گھمانے لگا۔ ایک چکر مکمل کرتے ہی اس نے وہ کٹر واپس بیگ میں رکھا اور ہاتھ سے اس ٹیپ کے شیشے کو تھپتھپایا تو شیشہ کٹ کر اندر کی جانب لٹک گیا جسے اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ اندر کر کے اسے تھام لیا اور پھر شیشہ اور ٹیپ اتار کر دونوں بیگ میں رکھ لیے۔ اب اس نے دوبارہ ہاتھ اندر ڈال کر آہستگی سے اندر لگی چٹخنی کھول دی۔ پھر ایک ہاتھ سے کھڑکی کو دبایا تو وہ کھلتی چلی گئی۔ یہ دیکھ کر اس نے اپنے پیچھے کھڑے تینوں ساتھیوں کی طرف دیکھ کر سر ہلایا اور آہستہ سے سامنے موجود پردہ ایک جانب سرکایا تو سامنے بیڈ پر پرائم منسٹر اپنی بیگم سمیت نیند کے مزے لوٹ رہا تھا۔ وہ دونوں گھوڑے بیچ کر یوں سوئے ہوئے تھے جیسے قیامت تک دوبارہ اٹھنے کا ارادہ نہ ہو.....!!

وہ آہستہ سے کھڑکی کے ذریعے اندر قدم رکھ چکا تھا اور پھر اس کی تقلید میں دوسرے افراد بھی اندر داخل ہو گئے۔ کھڑکی کو دوبارہ بند کر کے وہ کمرے میں رہی ایک بڑی سی وارڈ روب کی جانب بڑھنے لگے اور اس کے قریب پہنچ کر چار افراد تو اس کے پیچھے چھپ کر کھڑے ہو گئے اور دو افراد بلی کی طرح دبے قدموں اس بیڈ کی جانب بڑھنے لگے جس پر وہ دونوں خراٹے لے رہے تھے.....!!

انہیں یوں سوتے دیکھ کر ایک نقاب پوش نے جیب سے ایک سرنج

ہی بہتر سمجھا.....!!

☆.....☆.....☆

پرائم منسٹر کو کندھے پر اٹھائے وہ تیزی سے چلتے ہوئے واپس کمرے سے نکلے اس بار انہوں نے کمرے کے دروازے کا استعمال کیا تھا۔ پھر کوریڈور میں سے واپس کارپورچ والی سائیڈ پر آن کر انہوں نے اسی طرح دیوار پھلانگی اور پرائم منسٹر کو وہاں سے اس طرف لے گئے جس طرف انہوں نے اپنی کار چھپائی ہوئی تھی۔ وہ جگہ پرائم منسٹر ہاؤس سے تقریباً دو کلومیٹر دور کھڑی تھی۔ ان میں سے ایک ساتھی نے اندھیرے میں ایک خالی پلاٹ کے اندر کھڑی اس روباٹ کار کو بھی بھاگ کر اٹھالیا تھا۔ اس کی وجہ سے انہیں وہاں تمام سیکورٹی سسٹم کا اندازہ ہو گیا تھا۔ اب چونکہ روباٹ کار کا کوئی اور کام نہیں تھا اس لئے انہوں نے اسے اٹھا کر واپس ایک بیگ میں رکھ لیا تھا.....!!

☆.....☆.....☆

کیپٹن سعود اور کرنل باقر اس وقت پرائم منسٹر ہاؤس کے قریب ہی ایک عمارت میں ٹائٹ ٹیلی سکوپس آنکھوں سے لگائے اسی جانب ہی دیکھ رہے تھے جس طرف عمارت کے سامنے کارخ تھا۔ دوسنا پیر انہوں نے اس کی بیک سائیڈ پر اسی طرح کی عمارت پر بٹھائے ہوئے تھے۔ اس عمارت کے آس پاس کے علاقے میں موجود سرچ لائٹس کو کرنل باقر کے کہنے پر بند کر دیا گیا تھا صرف ایک دو جگہوں پر لائٹس روشن تھیں۔ رات آہستہ آہستہ اپنی منزل کی جانب گامزن تھی اور یہ سب چوکنے ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایئر پورٹ پر سخت ترین نگرانی کرنے کے باوجود آخر کار ان کے مجبوروں نے انہیں یہ اطلاع دے دی تھی کہ چھ افراد انہیں نہایت مشکوک لگے ہیں بظاہر تو وہ سب ایک دوسرے سے اجنبیوں کی طرح ہی برتاؤ کرتے دکھائی دیئے تھے لیکن ان چھ افراد کی آنکھوں میں ایک دوسرے کے لئے شناسائی کی ایک مخصوص چمک ان مجبوروں نے نوٹس کی تھی وہ چھپی نہیں رہ سکی تھی۔ پھر خفیہ

نکالی جس میں پہلے سے ہی پر پل قسم کا لیکوئڈ بھرا ہوا تھا اس میں سے ستاروں کی طرح جھلمل چمک رہی تھی پتہ نہیں وہ کس قسم کا انجکشن تھا.....؟ اس نے آہستہ سے قدم اٹھاتے ہوئے وہ انجکشن پرائم منسٹر کی بیگم کے ناک کے قریب لیجا کر اس کو تھوڑا سا دبایا تو اس میں سے ایک دھار نکل کر اس کی ناک پر جیسے ہی پڑی تو اس کا سینہ جو آہستہ آہستہ پھول پچک رہا تھا یکدم یوں رک گیا جیسے کسی نے اس کا گلہ دبا کر اس کا سانس روک دیا ہو.....!!

لیکن دوسرا لمحہ انتہائی حیرتناک اور ناقابل یقین تھا..... کیونکہ چند ہی سیکنڈوں میں اس عورت کا جسم پکھلنا شروع ہو گیا اور جلد ہی وہ پانی بن کر ہڈ پر بچھے ہوئے گدے میں جذب ہو گیا..... اُف خدا یا..... یہ کیا تھا.....؟ عقل حیران تھی کہ آخر اس انجکشن میں ایسا کونسا مادہ تھا جس نے پل بھر میں ایک زندہ انسان کو پانی میں بدل دیا تھا اور اس کا وجود ہی اس دنیا سے ختم ہو گیا تھا.....؟

باقی سب نقاب پوش یوں کھڑے اس منظر کو دیکھ رہے تھے جیسے یہ سب کچھ دیکھنا ان کا روز کا معمول ہو.....!!

اب سب سے بڑا مرحلہ پرائم منسٹر کو یہاں سے باہر لیجانے کا تھا۔ کیونکہ آخری لمحے انہیں باس کی طرف سے یہ تیج موصول ہوا تھا کہ ہیڈ کوارٹر میں پارٹی کی طرف سے ایمر جنسی تیج ملا ہے کہ انہیں پرائم منسٹر زندہ چاہیے۔ اس کے لئے انہوں نے اپنا معاوضہ ڈبل بھیج دیا ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے اب پرائم منسٹر کو قتل کرنے کی بجائے اسے یہاں سے زندہ لے جانا تھا..... اب یہ بات بھی ذہن قبول نہیں کر رہا تھا کہ اگر انہوں نے اسے زندہ لے جانا تھا تو اس کی بیگم کو یوں صفحہ ہستی سے مٹانے کی کیا ضرورت تھی.....؟ تو اس کا یہی جواب ہے کہ انہوں نے اسے اس لئے وہاں سے غائب کر دیا تھا کہ جب وہ پرائم منسٹر کو یہاں سے زندہ لے جائیں گے تو یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اس کی بیگم کو بیہوش پا کر کسی کو شک ہو جاتا اور ان کے لئے کوئی پریشانی کھڑی ہو جاتی۔ اس لئے انہوں نے اسے موت کی نیند سلا دینا

کیسروں کی مدد سے جب انہیں فوکس کیا گیا تو یہ دیکھ کر ان کی جھپٹ کہ انتہاء نہ رہی کہ ان چھ کے درمیان کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے۔ جس کا اظہار وہ خود بخود اپنی آنکھوں کے خفیہ اشاروں کی مدد سے کر بھی رہے تھے لیکن ایک عام آدمی انہیں جج نہیں کر پا رہا تھا لیکن مخبر چونکہ انتہائی تربیت یافتہ تھے اس لئے انہوں نے فوراً بھانپ لیا تھا کہ دال میں کچھ نہ کچھ کالا ضرور ہے۔ اور اسی وجہ سے ان مخبروں نے فوری اپنے خدشہ کا اظہار کرنل باقر سے کیا تو کرنل باقر سمجھ گیا کہ ہونہ ہو یہی افراد اس انٹرنیشنل مافیاء کے افراد ہیں جنہیں پرائم مسٹر کے قتل کا کام سونپا گیا ہے.....؟

بجائے اس کے کہ وہ ان کی ریکی کر کے اپنا وقت ضائع کرتے وہ اصل ٹارگٹ کے نزدیک ہی گھات لگا کر بیٹھ گئے..... یہ جان کر کہ کچھ بھی ہو جائے وہ آخر کار ان کے ناپاک ارادوں کو ناکام بنا کر ہی چھوڑیں گے۔ اور آج اسی وجہ سے وہ ان عمارتوں میں مورچے باندھے بیٹھے ہوئے تھے۔ اپنی کامیابی کو اپنی جلدی پورا ہوتے دیکھ کر ان سب کی باچھیں کھل گئی تھیں کیونکہ انہوں نے ان افراد کو بڑے محتاط انداز میں رات کے اندھیرے میں پرائم منسٹر کی عمارت کے اندر داخل ہوتے دیکھ لیا تھا جس میں انہوں نے عمارت کی دیواروں پر چاروں طرف لگے سیکورٹی سسٹم کو بیکار کرتے بھی دیکھ لیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود عمارت میں کسی قسم کا کوئی الارم نہیں بجا تھا۔ شاید انہوں نے کسی مخصوص آلے سے تاروں کو کاٹا تھا.....؟

وہ سب ان کے سامنے عمارت کے اندر گھس گئے تھے۔ کرنل باقر نے خود سے کہہ کر وہاں صرف سیکورٹی کا مناسب سا انتظام کروایا تھا تا کہ وہ آسانی سے ٹریپ میں آسکیں اور انتظام ایسا تھا کہ انہیں شک بھی نہ ہو کہ انہیں جان بوجھ کر ٹریپ کیا جا رہا ہے۔ پھر ان کی توقع کی مطابق وہ وہاں موجود سیکورٹی افراد کو چشمہ دے کر عمارت کی سائیڈ دیوار سے اندر داخل ہو چکے تھے۔ اس کے باوجود کہ وہ انہیں پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے ہی عمارت میں داخل ہوتے وہ وہیں بیٹھے خاموشی سے ان کے باہر نکلنے کا

انتظار کرنے لگے۔ وہ اس وجہ ان کے پیچھے نہیں گئے کہ اگر انہیں ان کی موجودگی کی ذرا سی بھی بھنک پڑ گئی تو غصے میں یا خوفزدہ ہو کر وہ اپنے ٹارگٹ کو گولی ہی نہ مار دیتے اور کرنل باقر ایسا کوئی رسک ہاتھ میں نہیں لینا چاہتا تھا جس کی وجہ سے پرائم ٹسٹر کی جان جانے کے ساتھ ساتھ اسے بھی ہائی کمان کو جوابدہ ہونا پڑتا۔ اور اس کے سر مشن کی کامیابی کا سہرا بندھنے کی بجائے الٹا اس کا کورٹ مارشل ہی ہو جاتا!!

کافی دیر تک نظریں جمائے بیٹھے رہنے کے بعد انہیں وہی لوگ عمارت کے اندر سے باہر نکلتے دکھائی دیئے اس بار بھی انہوں نے دیوار کا راستہ ہی اختیار کیا تھا..... اپنے تئیں تو وہ یہی سمجھ بیٹھے تھے کہ وہ وہاں کی سیکورٹی کو چھتمہ دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن چونکہ زیادہ تر سیکورٹی کے عملہ کو کنٹرل باقر نے وہاں سے دور تعینات کر دیا تھا اس لئے وہ سب وہیں موجود مزید ہدایات ملنے کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ انہیں گرفتار کر سکتے تھے لیکن ایسی تنظیموں کے افراد ہمارا کاری ہوتے ہیں جو اپنے پکڑے جانے پر اپنے دانتوں میں چھپے زہر پلے کیپسول کو توڑ کر فوری خودکشی کرنے کو ترجیح دیتے ہیں تاکہ کوئی ان سے ان کی تنظیم کے راز نہ اگلوا سکے..... !!

کرنل باقر انہیں ہر قیمت پر زندہ پکڑنا چاہتا تھا تا کہ ان کے ذریعے ان کی تنظیم کے سرغنہ تک پہنچا جاسکے..... ورنہ تو یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا ہی رہتا۔ ایک شخص نے اپنے کندھے پر پرائم مسٹر کو اٹھایا ہوا تھا جو کسی مردہ کیچوڑے کی طرح جھول رہا تھا۔ کوئی اور موقعہ ہوتا تو اس وقت وہ ان سب کو گولیوں سے بھون ڈالتے لیکن اس حالت میں ان پر کسی بھی قسم کا کوئی حربہ آزمانا مجھو پرائم مسٹر کی موت بھی جو کہ وہ نہیں چاہتے تھے۔ وہ ان مجرموں کو زندہ قابو کر کے باقاعدہ انہیں ملکی لیول پر انٹر پول کے حوالے کرنا چاہتے تھے تاکہ اس مافیا کا جڑ سے قلعہ قمع کیا جاسکے۔ ابھی تک یہ بات سمجھ سے بالاتر تھی کہ انٹر پول پولیس کے پاس ایک جدید ترین ہتھیار اور آلات موجود ہونے کے باوجود وہ ابھی تک وہ اس تنظیم کا سراغ کیوں نہیں لگائی

تھی.....؟

بے شک حد سے خود اعتمادی بھی کبھی کبھار انسان کو لے ڈوبتی ہے۔ جس طرح کرونا وائرس نے سب سے زیادہ نقصان سپر پاور امریکہ کو پہنچایا اتنا شاید چائینہ کو بھی نہیں پہنچایا ہوگا.....؟

امریکہ سمجھتا ہے کہ جو جدید ٹیکنالوجی وہ استعمال کر رہا اس کی بدولت ساری دنیا پر اپنا قبضہ جمانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ ان سے بڑی ایک اور سپر پاور آسمانوں پر بھی بیٹھی ہے جو صرف اپنی ایک ہلکی سی آندھی کی بدولت ہی ان کو تھس تھس کر سکتی ہے۔ اور ایسے کئی مشاہدے ہم ہر روز خود اپنی نظروں سے میڈیا چینل پر ملاحظہ کرتے رہتے ہیں جس میں چند معمولی آسمانی آفات سے ہی ایسی سپر پاورز کا حشر نشر ہوتا دکھایا جاتا ہے جس کے سامنے ان کی تمام جدید ٹیکنالوجی بیکار ثابت ہو جاتی ہے.....!!

پرائم منسٹر کو کندھے پر اٹھائے ہوئے شخص نے کان میں لگے بلیو ٹوٹھ آلے کی مدد سے کوئی بات کی تو ٹھوڑی ہی دیر میں کہیں سے ایک کالے رنگ کی سیڈان فوراً وہاں پہنچ گئی شاید وہ پہلے سے ہی الرٹ تھی جو ایک کاشن کے ملتے ہی وہاں پہنچ گئی۔ ابھی اس نے پرائم منسٹر کو کندھے سے اتار کر سیڈان کی پچھلی سیٹ پر لٹایا ہی تھا کہ یکدم وہ ایریا پورے کا پورا تیز روشنی کے دھارے میں نہا گیا اور اس سے پہلے کہ وہاں موجود تمام مجرم تیز روشنی کی وجہ سے اپنی تیزی سے بند ہوتی آنکھوں کو کھول کر دوبارہ وہاں یکدم پیدا ہو جانے والی تیز روشنی کا سبب جانتے چاروں طرف سے ان پر ایک قیامت ٹوٹ پڑی۔ کرنل باقر کی پلاننگ کام کر گئی تھی اور اس کے تجربہ کار سائبرز اور آفیسرز نے وہاں ہلہ بول دیا اور انہیں سنبھلنے کا موقعہ دیئے بغیر فوری انہیں قابو کر کے ان سب کے ہاتھوں کو مضبوطی سے باندھ دیا گیا۔ سیڈان کے اندر لیٹے پرائم منسٹر کو دو افراد پہلے سے ہی بحفاظت طور پر نکال کر ایک جانب لے گئے تھے۔ ان سب کے ہتھیار ان کے لباسوں سے نکال کر اپنے قبضے میں

لے لئے گئے تھے۔ ریڈ زون کا علاقہ ہونے کی وجہ سے کچھ ہی دیر میں وہاں اعلیٰ حکام بھی ایک کال پر پہنچ گئے۔ چونکہ یہاں سے انسانی آبادی بہت دور تھی اس لئے سوائے خاص خاص اور چند فوجی افسران کے کسی کو بھی کانوں کان کچھ خبر نہ ہو سکی کہ اس علاقے میں ایک بہت اہم آپریشن نہایت خاموشی اور راز داری سے پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے.....!!

حکام کے وہاں پہنچتے ہیں ضروری کارروائی کے بعد ان مجرموں کو ایک خفیہ ٹھکانے کی طرف لے گئے۔ ان کے جانے کے بعد بڑی خاموشی سے وہاں موجود سیکورٹی افراد واپس اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ کر اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے لگے.....!!

☆.....☆.....☆

آرمی ہیڈ کوارٹر میں اس وقت ایک ہنگامی اجلاس ہو رہا تھا جس میں اس بات پر فیصلہ محفوظ تھا کہ آیا ان گرفتار مجرموں کو خاموشی سے انٹر پول کے حوالے کر دیا جائے یا ملکی اخبارات اور تمام میڈیا چینل کی ایک پریس کانفرنس بلا کر اس میں سب کے سامنے انہیں حکومتی لیول پر واپس اس ملک کے سپرد کر دیا جائے جہاں سے یہ لوگ اس ملک میں وارد ہوئے تھے.....؟

چونکہ آپریشن نہایت راز داری سے انجام پایا تھا اگر یہ اسے خفیہ رکھنا چاہتے تو کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہو سکتی تھی کہ رات کتنا بڑا اور اہم آپریشن نہایت خاموشی سے مکمل کر لیا گیا تھا۔ لیکن پھر کچھ افراد کی ماہرانہ رائے کے مطابق ان سب مجرموں کو باقاعدہ حکومتی لیول پر ان کے ملک کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے فوراً تمام چینلز کے نمائندوں کو بلا کر چند اہم باتوں کے علاوہ باقی کی تفصیل بتادی گئی۔ اور اس طرح ایک مشن پوری طرح مکمل ہونے کی بجائے آدھا ہی راستہ میں دم توڑ گیا۔ آپریشن میں شریک تمام افسران نے اس مشن کا نام "مشن ہاف فرائی" رکھ کر اپنی کامیابیوں والی فائل میں ایک اور فائل کا اضافہ کر لیا۔

ختم شد